Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

اندلسی ادب کے بنیادی مصادر

ڈاکٹر احسان الحق

یہ بات تاریخی طور پر معلوم ہے کہ علمائے اندلس اپنے علوم و آداب اور تاریخ کی تدوین کی طرف دیر سے متوجہ ہوئے ۔ چنانچہ کسی اندلسی عالم کی پہلی معلوم کتاب ,, کتاب القضاۃ بقرطبۃ،، ہے۔ جس کے مؤلف محمد بن حارث الخشنی المتوفی ۳٦۰ ھ ھیں ۔ یہ اصلاً اندلسی نہ تھے بلکہ ان کا تعلق قیروان تونس سے تھا ۔ انہیں علم وادب کے شائق خلیفہ حکم المستنصر بن عبدالرحمن الناصر نے قرطبہ آنے کی دعوت دی تھی ۔ حکم کی لائبریری (مکتبہ مستنصریہ) چار لاکھ کتابوں پر مشتمل تھی ۔ علوم و آداب کے تمام ھی موضوعات پر اس میں کتابیں موجود تھیں ۔ اس عہد میں قرطبہ اطراف واکناف عالم کا ثقافتی مرکز تھا ۔ خلیفہ نے محمد بن حارث الخشنی کو تصنیف وتالیف کی جملہ سہولتیں مہیا کیں ۔ اور خلیفہ ھی کی خواھش پر الخشنی نے ,,کتاب القضاۃ،، تالیف کی (۱) ۔ اسی عہد کی دوسری مشہور تالیف ,,تاریخ افتتاح الاندلس،، ہے۔ اس کے مؤلفّ مشہور اندلسی الاصل عالم ابوبکر محمد القرطبی المعروف بابن القوطیہ المتوفی ۳٦۷ھ ھیں ۔ یہ کتاب فتح اندلس سے ۳۰۰ ھ امیر عبداللہ اموی اندلسی کی وفات تک کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ ابن القوطیہ عربی زبان وادب کے بڑے عالم تھے ۔علوم دینیہ سے بھی شغف تھا ۔ البتہ بعض تاریخی روایات کے بیان میں احتیاط کا دامن چھوڑ

دیتے ھیں اور اپنی قوم اندلسیوں قوطیوں کے ذکر میں پرجوش ھو جاتے ھیں ۔ اور اھل عرب کی تنقیص سے نہیں چوکتے ۔ چنانچہ اندلسی بادشاھوں کی عظمت کا دل کھول کر ذکر کرتے ھیں جب کہ عرب حکمرانوں کو ان کا صحیح مقام دینے میں بخل سے کام لیتے ھیں ۔ تاریخ افتتاح الاندلس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی نسبت ابن القوطیہ کی طرف درست نہیں بلکہ یہ ان کے کسی شاگرد کی تصنیف ہے ۔ کیونکہ کتاب میں جابجا یہ عبارات ملتی ھیں ۔ قال شیخنا ابوبکر اور قال ابن القوطیہ ۔ اس شبہ کو مزید تقویت اس بات سے بھی ملتی ہے ۔ کہ ابن الفرضی نے اپنی مشہور معجم ,,تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ،، میں ابن القوطیہ کی تصنیفات میں اس تصنیف کا ذکر نہیں کیا (۲) ، جبکہ ابن الفرضی موصوف کا شاگرد تھا ۔

ادب اندلسی اور تاریخ اندلس کے ابتدائی مصادر میں اگر ھم غوروفکر کریں ۔ تو ایک بڑا نام احمد بن عبد ربہ المتوفی ۳۲۸ ھ کا ہے ۔ ان کی مشہور تصنیف ,,العقد الفرید،، آج بھی اپنے موضوع پر اھل علم کا مرجع ہے ۔ اگرچہ یہ مشرق کے ادبی و فکری سرمایہ کا خزینہ ہے ۔ اور اندلس اس کا موضوع نہیں ہے ۔ تاھم مصنف اندلس کے خلفا اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ متعدد مقامات پر کرتے ھیں(۳)

اس عہد کے چند اور اھم مؤلفین میں احمد بن محمد الرازی المعروف ابن لقیط الکاتب المتوفی ۳۴۴ ھ ھیں ۔ جنھوں نے ,,وصف الاندلس،، لکھی اور عریب بن سعد القرطبی کا ہے جنھوں نے ,,مختصر تاریخ الطبری،، کے ساتھ تاریخ المغرب والاندلس کا اضافہ کیا ۔ اسی طرح عیسی بن احمد الرازی القرطبی کی ,,تاریخ الاندلس،، اور ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی القرطبی المتوفی ۴۰۳ھ

کی ,,تاریخ علماء الاندلس،، اور ابن الفرضی کی تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس،، قابل ذکر ھیں ۔ ان اواخر الذکر کتابوں میں ابن الفرضی کی کتاب کو چھوڑ کر باقی کتابیں مفقود ھیں صرف ان کے نام اور تذکرے ملتے ھیں (۴) ۔ ابن الفرضی کے اندلسی ھونے اور مذکور کتاب کی ان کی طرف نسبت میں کوئی شک نہیں ۔ مؤلف دقیق مؤرخ ، علوم حدیث و فقہ کے حافظ ، ادیب و شاعر اور قاضی تھے ۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں ,,المؤتلف والمختلف ،، اور ,,المتشابہ فی أسماء الحدیث وکناھم،، اور اخبار شعراء الاندلس،، قابل ذکر ھیں (۵) ۔ تیسری صدی ھجری کے مؤلفین میں عبدالملک بن حبیب الالبیری المتوفی ۲۳۸ھ کا نام بھی قابل ذکر ہے ۔ ان کی کتاب ,, کتاب خلق الدنیا،، ہے ۔ جو مصنف کی نسبت سے ,,تاریخ عبدالملک بن حبیب الالبیری ،، بھی کہلاتی ہے ۔ عبدالملک بن حبیب اندلسی تھے ، طلب علم میں مصر آئے اور طویل عرصہ تک فسطاط میں علمائے مصر سے کسب فیض اور مذکور کتاب کی تالیف کی ۔ آخری ایام میں قرطبہ واپس چلے گئے ۔ اور وھیں وفات پائی (٦) ۔

تیسری اور چوتھی صدی ھجری کے ان ابتدائی مصادر کے بعد ادب اندلسی اپنے دور عروج میں داخل ھوتا ہے ۔ بعد کی چار صدیوں کے مصادر پر نظر ڈالنے سے معلوم ھوتا ہے کہ ادبی تالیفات کی دو واضح قسمیں ھو جاتی ھیں ۔

۱ ۔ خالص ادبی تالیفات

۲ ۔ کتب تاریخ وتراجم

پہلی قسم کی تالیفات میں مؤلفین صرف ادباء اور ان کی تخلیقات شعریہ ونثریہ اور ذاتی حالات بیان کرتے ھیں ۔ اور اس قسم

کی تالیفات بہت کم ھیں ۔ جبکہ دوسری قسم کی تالیفات جن کا موضوع بنیادی طور پر تاریخ و تراجم ہے ، نصوص شعریه اور تذکرہ هائے شعراء سے بھری ہوئی ھیں ۔ کیونکه ان کے مؤلفین بادشاہ و امراء، وزراء اور قضاۃ بیشتر ادیب ہوتے تھے ۔ لہذا وہ تاریخ و تراجم بیان کرتے ہوئے شخصیات کے ادبی پہلوؤں سے صرف نظر نہیں کر سکتے تھے ۔ اس قسم کی اندلسی ادبی تالیفات کی تعداد نسبتاً بہت زیادہ ہے ۔ ابو نصر الفتح بن خاقان المتوفی ۵۲۹ ھ کی قلائد العقیان اور مطمح الانفس اور ابو الحسن علی بن بسام الشنترینی المتوفی۵۴۳ھ کی ,, الذخیره فی محاسن اهل الجزیرة،، اور ابوالحسن علی بن موسی بن سعید المتوفی ٦٨٥ ھ کی ,,اَلْمُغْرِبْ فی حلی المَغْرب ،، اور لسان الدین ابن الخطیب المتوفی ٧٧٦ھ کی الکتیبة الکامنة فی شعراء المائة الثامنة اور احمد المقری المتوفی ۱۰۴۱ھ کی نفح الطیب اس دوسری قسم کی تالیفات کی بہترین مثالیں ھیں ۔ مقری کی نفح الطیب نے اندلسی ادب و شعر کا کمیت و کیفیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ احاطه کیا ہے ۔ لہذا ان تصنیفات میں یہ ممتاز مقام رکھتی ہے ۔ اندلسی ادب کے ان بنیادی مصادر کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے ۔

۱ ۔ قلائد العقیان اور مطمح الأنفس :

اس کتاب میں فتح ابن خاقان نے اپنے ۵۸ ہم عصر شعراء، وزراء، رؤساء اور امراء کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے شعری ونثری نمونے پیش کئے ھیں ۔ مؤلف نے اپنی کتاب کی تالیف میں نہایت دلچسپ بلکه شاطرانه طریقه اختیار کیا ۔ اس نے تمام بادشاہوں ، وزراء اور اعیان سلطنت کو خطوط بھیجے که وہ ایک عظیم ادبی تالیف کا ارادہ رکھتا ہے ۔ لہذا وہ اسے اپنے شعری اور نثری منتخبات بھیجیں ۔ چنانچه

جن شخصیتوں نے اپنے ادبی کارنامے مؤلف کو مال و اسباب اور تحائف کے ساتھ ارسال کئے ۔ مؤلف نے ان کی خوب خوب مدح کی اور جنھوں نے بخل سے کام لیا ان کی خوب مذمت کی ۔ ابوبکر بن باجہ المعروف ابن الصائغ جیسے لائق و فائق وزیر کو عرش سے فرش پر پھینک دیا ۔ کیونکہ اس نے اس کے خط کو درخور اعتنا سمجھا ، اور نہ اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا (۷) ۔ اس کے برعکس اس نے ابوالعلا بن صھیب جیسے گم نام کی تعریف کرکے اسے ابن باجہ کا ہم پلّہ بنا دیا ۔ کیونکہ ابوالعلا نے اسے خوب نوازا تھا ۔ فتح ابن خاقان کی اس کمزوری کے باوجود کتاب کی ادبی اھمیت کم نہیں ہوتی ۔ یہ پانچویں صدی ھجری کے نصف ثانی اور چھٹی صدی ھجری کے نصف اول کے اندلسی شعراء کے حالات وادبی خدمات کی بہترین دستاویز ہے۔ فتح نے اپنی اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصہ ملوک و رؤساء کے لئے مختص ہے جس میں معتمد ابن عباد اور المتوکل المظفری جیسی شخصیات اور ان کی ادبی خدمات کا تذکرہ ملتا ہے۔

دوسرا حصہ وزراء کا ہے۔ جس میں ابوالولید احمد بن زیدون ، ابوبکر بن عمار اور ابوالحسن بن الحاج جیسے چوٹی کے شعرا کا ذکر ہے۔

تیسرا حصہ علماء و فقہاء اور قضاۃ کے لئے ہے جن میں ابوامیہ ابراھیم بن عصام قاضی مشرق اور امام الحافظ ابوبکر بن عطیہ جیسے ائمہ کا ذکر ملتا ہے۔

چوتھا اور آخری حصہ ان بلند پایہ شعراء اور شخصیات کے لئے مختص ہے جن کے علمی کارناموں میں ادب کا پہلو نمایاں ہے۔ ان

میں ابواسحاق بن خفاجه ، ابوبکر الدانی المعروف ابن اللبانه اور ابو محمد بن ساره الشنترینی قابل ذکر هیں ۔

مطمح الأنفس ومسرح التأنس فی مدح اهل الاندلس :

یه طویل نام فتح بن خاقان کی دوسری تالیف ہے ۔ یه ۹٦ (چھیانوے) شعراء کے تذکرہ پر مشتمل ہے ۔ اس کی خصوصیت یه ہے که یه کسی زمنی عرصه پر محدود نهیں ہے ۔ مؤلف ان تمام شعراء کا تذکرہ کرتا ہے ۔ جو سرزمین اندلس میں کسی بھی عهد میں گزرے هوں ۔ چنانچه اس کتاب میں همیں احمد بن عبد ربه کا تذکرہ ملتا ہے ۔ جو تیسری صدی هجری کی شخصیت هیں ۔ اور فقیه منذر بن سعید البلوطی ، ابو عمر یوسف بن هارون المعروف بالرمادی اور محمد بن هانی کا تذکرہ جو چوتھی صدی هجری کی شخصیات هیں ۔ اس کتاب میں اور قلائد العقیان میں فرق یه ہے ۔ که قلائد ایک خاص عهد تک محدود ہے جبکه مطمح میں کسی خاص عهد کی پابندی نهیں ہے ۔ بلکه شاعر کے شعری سفر کے آغاز اور اندلس میں اس کی شهرت کے پهلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے ۔ مؤلف اپنی اس کتاب کو تین اجزاء میں تقسیم کرتا ہے ۔ پهلا جز غرر الوزراء و تناسق درر الکتاب والبلغاء » ہے ۔ دوسرا جز ,, محاسن أعلام العلماء وأعیان القضاة والفقهاء » ہے ۔ اور تیسرا جز سرد محاسن الادباء النوابغ النجباء پر مشتمل ہے ۔ کتاب مطمح الأنفس اپنے حجم میں مختصر هونے کے باوجود نادر معلومات اور قصائد پر مشتمل ہے ۔ اس کتاب کی تدوین میں فتح بن خاقان میدانی تحقیق (Field Study) کے ماهر کے طور پر ابھرتے هیں اور ان کی دی هوئی معلومات تاریخی اهمیت اختیار کر جاتی هیں ۔ جو همیں کسی دوسرے اندلسی ادبی مصدر میں نهیں ملتیں ۔ دونوں کتابوں کے ظاهری عیوب میں نمایاں یه ہے که مؤلف

شعراء کے تذکرہ میں ان کی تاریخ پیدائش و وفات کا اهتمام نہیں کرتے (۸) ۔

الذّخیرة فی محاسن اهل الجزیرة :

علماء اندلس کی مشہور ترین تالیفات میں کتاب ,,الذخیرة،، کا شمار هوتا ہے۔ اس کے مؤلف علی بن بسام الشنترینی هیں ۔ شنترین مغربی اندلس کا ایک حصه ہے۔ جو مؤلف کا مولد و مسکن تها ۔ اب یه شہر سنتریم(Santarem)کہلاتا ہے ۔ ابن بسام نے مسیحی هسپانیوں کے حملوں سے تنگ آکر اپنا خوبصورت شہر چھوڑا اور اشبیلیه قیام پذیر هوا ۔ جہاں یه عظیم کتاب تالیف کی اور یہیں ۵۴۲ھ میں وفات پائی ۔ ابن بسام نے اشبیلیه میں پر مشقت اور محرومی کا دور دیکھا ۔ اس لئے که اشبیلیه علم دوست شہر نه تها ۔ (قرطبـه کے برعکس) ۔ مؤلف کو طرح طرح کے حاسدین اور سازشیوں سے واسطه رہا ۔ جبکه اس نے اپنے آبائی شہر میں نہایت آرام و راحت کا وقت گزارا تها ۔

الذخیـره کی خصوصیات :

یه کتاب صرف پانچویں صدی هجری کے شعری و نثری ادب اور شعرا کے حالات سے بحث کرتی ہے۔ یه صدی اندلسی ادب و ثقافت کے عروج کی صدی تهی ۔ لہذا ابن بسام نے اپنی تالیف کو صرف اس صدی کے شعرا و ادبا کے تذکرہ تک محدود رکھا ۔ فتح کی قلائد العقیان کے مقابله میں ابن بسام الذخیره میں زیادہ وسیع النظر اور گہری تحقیق کا حامل نظر آتا ہے ۔ آراء و نتائج کے اظہار میں موضوعیت کا دامن هاتھ سے نہیں جانے دیتا ۔ اس کتاب کی پہلی خصوصیت یه ہے که یه تاریخ و ادب کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔ تاریخ و ادب ایک دوسرے کے مقاصد کی تکمیل کرتے نظر آتے هیں

گویا یہ کتاب تاریخ کے محقق اور ادب کے شائق کی یکساں ضرورت ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ابن بسام اندلسی ادیبوں اور شاعروں کو مشرق کے شعرا و ادباء پر بے جا طور پر فوقیت دیتے ہیں ۔ جب کہ اندلس کے آسمان میں بعض ستاروں کی چمک کے باوجود مشرق کے شعراء کی عظمت اور ان کے اساتذہ ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ مشارقہ سے ابن بسام کے اس تعصب کے باوجود الذخیرہ کا آخری باب ان شعراء و ادباء کے لئے ہے جو مشرق سے اندلس آئے اور انہوں نے یہاں عارضی یا مستقل قیام کیا ۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ابن بسام ان مشارقہ کا ذکر کرتا ہے۔ جن کے قدموں نے ارض اندلس کو سرے سے نہیں چھؤوا ۔ ان حضرات کے تذکرہ میں ابن بسام پانچویں صدی ہجری میں محدود رہنے کی شرط بھی اپنے لئے نرم کر لیتا ہے اور چوتھی صدی ہجری کے شریف رضی ، مہیار الدیلمی اور ابو منصور ثعالبی کا تذکرہ کھلے دل کے ساتھ کرتا ہے۔ منہجی نقطۂ نظر سے ابن بسام کا یہ انداز کتنا ہی معیوب کیوں نہ ہو علمی لحاظ سے یہ بہت مفید ثابت ہوا کہ مشرقی ادباء و شعراء کا تذکرہ کثیر صفحات میں محفوظ ہو گیا (۹) ۔

ابن بسام مشارقہ کی تنقیص کے باوجود ان سے متأثر نظر آتا ہے چنانچہ الذخیرہ کی ترتیب و تدوین ثعالبی کی یتیمہ الدھر کی تصویر ہے۔ ثعالبی نے اپنی کتاب کو چار اجزا میں تقسیم کیا ۔ پہلا جز شام (آل حمدان) موصل، مصر ، مراقش، اور اندلس کے شعراء و ادباء پر مشتمل ہے۔ دوسرا جز اہل عراق اور دیلمی سلطنت کے شعراء و ادباء پر مشتمل ہے ۔ تیسرا باب جرجان و طبرستان واصفہان کے وزراء ومصنفین قضاۃ اور شعراء پر مشتمل ہے ۔ اور چوتھے جز میں اہل خراسان وماوراء النہر کے ادباء کا تذکرہ ہے۔

ابن بسام الذخیره میں یہی منہج اپنائے ہوئے کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا باب قرطبه اور وسطی اندلس کے شعراء و ادباء کے حالات اور ان تاریخی واقعات کے لئے مختص ہے جو ان علاقوں میں وقوع پذیر ہوئے۔

دوسرا باب مغربی اندلس پر ہے۔ جس میں اشبیلیه اور اس سے متصل بحر روم کے ساحل کے علاقوں کا احاطه کیا گیا ہے۔ تیسرا باب مشرقی اندلس کے لئے اور چوتھا باب اندلس میں پانچویں صدی میں وارد ہونے والے شعراء و ادباء کے لئے مخصوص ہے۔ اسی باب میں ان افریقه و شام وعراق کے شعراء وادباء کا بھی تذکرہ ہے جن کے قدم ارض اندلس تک نہیں پہنچے لیکن ان کی شہرت آسمان اندلس تک ضرور پہنچی اور وہ وہاں کی ادبی وشعری محافل کا موضوع سخن رہے۔ بہرحال قلائد العقیان اور مطمح الأنفس کی طرح الذخیره بھی اندلسیات کے بنیادی مصادر میں سے ہے۔ بعد کے مؤلفین نے ان سے استفادہ کیا صرف کتاب ,,المُغْرِبْ فی حلی المغرب،، نے تقریباً نوے سے زائد مقامات پر الذخیره کا حوالہ دیا ہے (۱۰)۔

اَلْمُغْرِبْ فی حُلَی الْمَغْرِب :

اندلس کی ادبی تراث میں یه تالیف اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد تالیف ہے۔ اس کتاب نے شرق و غرب اندلس بلکه ہر چھوٹے بڑے شہر کے امراء و وزراء ، مؤلفین و شعراء ، فقہاء و زہّاد کے حالات و علمی خدمات کو جمع کر دیا ہے۔ دلچسپ امر یه ہے که اس کتاب کی تالیف ایک سو پندرہ سال میں ہوئی۔ یه کسی ایک عالم کی تصنیف نہیں بلکه چھ علماء کی کاوشوں کا نتیجه ہے۔ جن میں سے چار یکے بعد دیگرے وزیر تھے۔ پہلے مؤلف ابو محمد عبداللہ

الحجاری ھیں ، اور باقی پانچ کا تعلق آل سعید سے ہے۔ ان میں پہلے فرد عبدالملک بن سعید ھیں ان کی کوششوں کو ان کے دو بیٹوں ابو جعفر احمد اور محمد نے جاری رکھا ۔ پھر موسی بن محمد اور علی بن موسی نے اس عظیم تالیف کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ۔ یہ اپنی نوع کی منفرد تالیف اس اعتبار سے ہے کہ خاندان کے ایک فرد نے اسے شروع کیا پھر بیٹوں اور پوتوں نے اسے تکمیل تک پہنچایا ۔ اس کتاب کی تالیف کا آغاز اس طرح ھوا کہ ابو محمد عبداللہ بن ابراھیم الحجاری جب آل سعید کے گورنر عبدالملک بن سعید کے قریب ھوا اور اس کی مدح میں قصیدہ کہا تو ابن سعید ۔ الحجاری کی ادبی و شعری صلاحیتوں سے اتنا متأثر ھوا کہ اس نے یہ خواھش کی کہ لطیف اشعار اور اچھوتی نثر کا ایک مجموعہ مرتب کیا جائے ۔ چنانچہ الحجاری نے ابن سعید کے لئے ,,المسھب فی غرائب المغرب،، کتاب لکھی جسے اس نے فتح اندلس سے شروع کرکے اپنے عہد ۵۳۰ ھ تک مکمل کیا (۱۱) ۔ چنانچہ عبدالملک بن سعید نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ اس تالیف کو وسعت دی جائے اور الحجاری سے جو کچھ چھوٹ گیا ہے اسے بھی اس میں شامل کر دیا جائے ۔ یہ کام جاری ھی تھا کہ عبدالملک بن سعید کا انتقال ھو گیا ۔ پھر اس کے بیٹوں اور پوتوں نے اس علمی کاوش کو جاری رکھا ۔ اور یوں تقریباً ٦٥٢ ھ میں اس عظیم تالیف کی تکمیل علی بن موسی کے ھاتھوں انجام پائی ۔ عبدالملک بن سعید کی اولاد میں علی بن موسی اور ان کے والد موسی بن محمد کا حصہ سب سے زیادہ رھا ۔

اَلْمُغْرِبْ کی خصوصیات :

کتاب کا وہ حصہ جو اندلسی ادب سے بحث کرتا ہے۔ اٹھارہ ابواب میں تقسیم ھوتا ہے۔ ھر باب ایک ,,مملکة،، کہلاتا ہے۔ مثلاً

,,الحلّة المذهبة فی حلی مملكة قرطبة ،، گویا ہر بڑے شہر کے ادباء و شعراء و دیگر علمی شخصیات کے لئے ایک باب مخصوص ہے۔ اس کے بعد ہر مملکت متعدد ضلعوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ جیسے الحلة الذهبية فی الكورة القرطبية ،، یا ,,الكواكب الدرية فی حلی كورة القبرية ،، پھر ہر ضلع کی بھی ذیلی تقسیمیں کیں ۔ مثلاً الكورة القرطبية کے تحت الصبيحة الغرّاء فی حلی حضرة الزهراء اور البدائع الباهرة فی حلی حضرة الزاهرة وغیرہ ذیلی عنوانات ہیں ۔

اندلسیات کے ساتھ ساتھ کتاب کا ایک جز افریقہ کے لئے اور ایک مصر کے لئے مخصوص ہے اور ان علاقوں کے بلاد و امصار کے شعراء و ادباء کا تذکرہ بھی اسی شرح و بسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اہل اندلس کا ۔ اس عظیم تالیف میں ٦٣٧ اندلسی شعراء کا تذکرہ ہے۔ جن کا تعلق عبدالرحمن الداخل کے عہد سے لیکر علی بن موسی کتاب کے آخری مؤلف کے عہد تک ہے۔ گویا یہ دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک کے علمی و ادبی وشعری اندلس کا مرقع ہے۔ کتاب اپنی زمانی اہمیت کے ساتھ ساتھ وسعت مکانی میں اندلس کے کونہ کونہ بلکہ اندلس سے متصل جزیرے میورقہ اور منورقہ تک کے شعراء و ادباء کا احاطہ کرتی ہے (۱۲) ۔

مؤلفین نے اندلس کے ان شہروں پر جو علم و ادب کا مرکز تھے خصوصی توجہ کی ۔ مثلاً قرطبہ کے ۱۵۷ ، اشبیلیہ کے ۹۷ ، البیرہ کے ٦٩ اور طلیطلہ کے ۴۰ شعرا کا تذکرہ کیا ۔ ان شعراء کا تعلق مختلف طبقات سے تھا ، مثلاً والیان سلطنت میں معتضد بن عباد اور اس کا بیٹا معتمد بن عباد متوکل بن مظفر اور معتصم ابن صمادح جیسے شعراء و ادباء ہیں ۔ وزراء میں ابن زیدون ، ابن عمار اور ابن عبدون جیسی ادبی شخصیات ہیں ۔ شعراء و ادباء کے علاوہ علمائے لغت و

طب ، موسیقاروں، زاھدوں اور فقیہوں کا تذکرہ بھی ہے۔ مؤلفین نے اھل علم خواتین کے تذکرے سے بھی غفلت نہیں برتی ۔ مثلاً حمدونه بنت زیاد، ولاّدة بنت المستکفی ، مهجه بنت التیانی ، نزھون بنت القلاعی جیسی بلند پایه شعرا خواتین کا تذکرہ ملتا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم ادیبوں اور شاعروں سے بھی صرف نظر نہیں کیا گیا ۔ اسحاق بن شمعون الیهودی ، حسدای بن یوسف بن حسدای الاسرائیلی اور قسمونه بنت اسماعیل الیهودیة کا تذکرہ موجود ہے ۔ نصاری میں ابن المرعزّ الاشبیلی اور ابن غرسیه جیسے نثرنگار اور شعراءھیں ۔ غرضیکه یه کتاب اندلس کے مردوں، عورتوں، عرب و بربر یہود ونصاری، اعیان سلطنت اور عامة الناس کے علمی و ادبی ذوق کی چلتی پھرتی تصویر ہے ۔ یه کتاب اندلس کی ادبی و شعری کارگزاریوں کی سرگزشت ھی نہیں بلکه تاریخ کے حوادث انقلابات سیاست اور پرآشوب ایام زمانه کی داستان بھی ہے ۔ اسی طرح یه کتاب اندلس میں اموی حکمرانی ان کے جنگی کارنامے و سفارتی تعلقات ، مرابطین وموحدین کی حکومتیں اور ان کی فتح و شکست کی داستانوں کی تحقیق کا مستند ذریعه ہے ۔ مختلف ملکوں کی جغرافیائی حد بندیوں کی وضاحت نے اسے جغرافیا کے میدان میں بھی اھم بنا دیا ہے ۔

اس کتاب کے مصادر میں الحجاری کی ,,المسهب،، (جو کتاب کی وجه تالیف ہے) ابن حیان القرطبی کی ,,المقتبس،، ابن حزم کی ,,نقط العروس،، اور ابن بسام کی ,,الذخیرة،، فتح بن خاقان کی قلائد العقیان اور مرسی الضبی کی ,,بغیة الملتمس،، اور حمیدی کی ,,جذوة المقتبس،، اور ابن اللّبانه کی ,,سقیط الدّرر ولقیط الزهر،، اور ابن الامام کی ,,سمیط الجمان،، اور ابن دحیه کی ,,المطرب من اشعار

المغرب،، اور ابن غالب کی ،،فرحة الانفس،، قابل ذکر هیں ـ مؤلفین مشرقی مراجع سے بھی بلاتکلف استفادہ کرتے هیں ـ اس ضمن میں ثعالبی کی یتیمة الدهر اور عماد الاصفهانی کی خریدة القصر اور کمال بن الشعار کی عقود الجمان قابل ذکر هیں ـ غرض یه که المغرب فی حلی المغرب اندلس کی ادبی تراث میں نہایت نمایاں مقام رکھتی ہے ـ یه وه واحد کتاب ہے جس میں تین نسلوں کے علماء نے حصه لیا اور جس کی تالیف سوا صدی تک جاری رهی ـ ،،المغرب ،، کے علاوه علی بن موسی کی تالیفات میں رایات المبرزین ، القدح المعلی اور الغصون الیانعه اهم تالیفات هیں جو تاریخ ادب اندلس کے بنیادی مصادر میں شمار هوتی هیں ـ رایات المبرزین و غایات الممیزین دراصل ،،المغرب،، کا خلاصه یا منتخب مجموعه ہے ـ جو مؤلف نے والی مصر ابن یغمور کی خواهش پر ترتیب دیا تها ـ دوسری کتاب ،،القدح المعلی فی التاریخ المحلی ،، کا صرف تذکره ملتا ہے ـ اصل کتاب موجود نہیں ـ البته ابو عبدالله محمد بن عبدالله کی ،،اختصار القدح ،، موجود ہے جس سے معلوم هوتا ہے که یه ستّر ادباء وشعراء کے تذکره پر مشتمل تهی ـ تیسری کِتاب ،،الغصون الیانعة فی محاسن شعراء المائة السابعة ،، مؤلف نے ٦٥٧ هـ میں تونس میں لکهی ـ اور اس وقت کے امیر المستنصر اول محمد بن یحیی الحفصی کو بطور تحفه پیش کی (۱۳) ـ

کتب تراجم (مختصر تذکروں کی کتابوں) کا ادبی پہلو بھی کسی حیثیت سے کم نہیں ـ ابن الفرضی کی تاریخ علماء الاندلس پر ابن بشکوال کی تالیف ،،الصلة،، اور ابن الآبار کی ،،الصلة علی التکملة،، اور ابن دحیه کی المطرب فی اشعار اهل المغرب بھی اندلسی تراث میں بنیادی علمی و ادبی مصادر کا درجه رکھتی هیں ـ

اندلسی ادب کے ورثه کی ایک اور عظیم تالیف لسان الدین ابن الخطیب کی ,,الکتیبة الکامنة فی من لقیناه بالاندلس من شعراء المائة الثامنة ،، ہے۔ یه ابن الخطیب کا ,,انسانیات،، کے لئے ایک عظیم تحفه ہے۔ یه کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

ابن الخطیب کا پورا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن سعید السلمانی ہے۔ عربی الاصل تھے۔ قبیله قحطان سے تعلق تھا۔ غرناطه کے قریب لوشه شهر میں ۷۱۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے دادا سعید (جو مشهور واعظ اور خطیب تھے) کے لقب خطیب کی وجه سے ابن الخطیب کہلائے۔ ابن الخطیب نے قرطبه میں شریعت، فقه ، علم لغت و نحو تاریخ اور ادب و شعر کی تعلیم حاصل کی۔ پھر علم فلسفه و طب کی طرف متوجه ہوئے۔ اور اس میں کمال حاصل کیا۔ ۷۴۱ھ میں والد کی وفات کے بعد ان کی جگه لیتے ہوئے ، شاہی محل میں دیوان الانشاء میں بحیثیت مؤلف و شاعر جگه سنبھالی۔ اس وقت ابن الخطیب کی عمر صرف ۲۸ سال تھی۔ جلد ہی انہوں نے اپنی اعلی ادبی و فنی صلاحیتوں کی بنا پر ابو الحجاج یوسف بن اسماعیل کے دربار میں وزیر کا مرتبه حاصل کر لیا۔ اور تمام اہم قسم کی مہمات اور سفارتی معاملات سنبھال لئے۔ جب ۷۵۵ھ میں سلطان یوسف کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا محمد الغنی باللہ اس کا جانشین ہوا تو اس نے ابن الخطیب کی مزید عزت افزائی کی۔ لیکن جلد ہی محمد الغنی باللہ کے خلاف اس کے بھائی اسماعیل نے بغاوت کر دی۔ چنانچه سلطان اور اس کا وزیر ابن الخطیب بھاگ کر بلاد مغرب پہنچے جہاں بادشاہ نے ان کی خوب خاطر مدارت کی۔ تقریباً ڈھائی سال بعد اسماعیل بن یوسف کے زوال پر سلطان الغنی باللہ اور اس کا لائق وزیر ابن الخطیب دوبارہ غرناطه روانه ہوئے اور حکومت سنبھال

لی ۔ اسی وجه سے یه ذوالوزارتین (دو وزارتوں والے) کہلائے ۔ یه ابن الخطیب کے عروج اور سیاسی کامیابیوں کا دور تھا ۔ لیکن وقت ایک جیسا نہیں رھتا ۔ خود اس کے اپنے شاگرد اور معاون محمد بن یوسف اور ابو عبداللہ بن زمرک الشاعر الوشاح اس کے خلاف ھو گئے ۔ اور ان پر زندقه والحاد کی تہمت لگائی ۔ یہاں تک که ابن الخطیب وزارت و امارت اور غرناطه چھوڑنے پر مجبور ھو گئے ۔ اور دوباره بلاد مغرب (مراقش) چلے گئے ۔ حاسدوں نے اسی پر بس نه کیا ۔ بلکه قاضی القضاۃ ابوالحسن النباھی نے ابن الخطیب کی کتابوں کو جلانے کا حکم دیا ۔ اور زندیق و ملحد ھونے کا فیصله صادر کرتے ھوئے ان کی پھانسی کا حکم دیا ۔ پھر اس حکم کی تنفیذ کا سلطان مراقش سے مطالبه کیا ۔ لیکن سلطان نے اس کی پذیرائی نہیں کی ۔ بلکه یه اقدام ابن الخطیب کی مزید قدر و منزلت کا باعث بنا (١٣) ۔ لیکن گردش ایام نے ابن الخطیب کا پیچھا ابھی نه چھوڑا تھا ، ایک سال بعد ھی سلطان مراقش عبدالعزیز کا (٧٧٤ھ) میں انتقال ھو گیا ۔ اور اس کا نابالغ بیٹا اس کا جانشین ھوا ۔ اور ابن الخطیب سلطان طفل اور اس کے وزیر ابوبکر بن غازی کے ساتھ تلمسان سے فاس منتقل ھو گئے ۔ اور سیاسی امور کے بجائے تصنیف و تالیف میں مشغول ھو گئے ۔ لیکن جلد ھی سلطان طفل سے حکومت چھن گئی نئی حکومت غرناطه کی حمایت یافته تھی ۔ چنانچه ابن الخطیب کا شاگرد وزیر ابن زمرک انہیں خصوصی طور پر سزا دلانے کے لئے غرناطه سے مراکش آیا ۔ ابن الخطیب پر الحاد کے ارتکاب کا مقدمه چلایا گیا ۔ اور سرعام سزا و ایذا دی گئی ۔ نئی حکومت کے وزیر سلیمان بن داؤد نے اپنے بعض مددگاروں کی مدد سے ابن الخطیب کو جیل میں گلا گھونٹ کر قتل کرایا ، اور پھر اگلے دن ان کی لاش جلا دی گئی ۔

اور یوں ٧٧٦ھ میں تاریخ و سیاست ، وزارت و حکومت اور ادب و شعر کی اس عظیم شخصیت کی زندگی کا باب ختم ہوا ۔ ابن الخطیب نے اندلس کے دیگر شعراء معتمد بن عباد (جب وہ اغمات میں قید تھا) اور ابو عامر شہید (جب وہ لاعلاج مرض میں مبتلا تھا) کی طرح اپنا مرثیہ خود کہا ۔ موت کے انتظار اور زندگی کی ناپائیداری پر اس کے یہ اشعار بقائے دوام پاگئے ۔

بَعُدْنَا وَإنْ جَاوَرتنا البیوت
وَ جئنا بوعظ ونحن صُمُوْت
و کنّا عظاما فصرنا عظاما
وکنّا نقوت فها نحن قوت
وکنّا شموس سماء العلا
غربنا فناحت علینا السّموت
وکم سِیق للقبر فی خِرْقَة
فتی مُلِئَتْ مِنْ کساه التّخوت
فقل للعدا : ذهب ابن الخطیب
وفات ، ومن ذا الذی لا یفوت
ومن کان یفرح منهم له
فقل : یفرح الیوم من لایموت (۱۵)

آباد گھروں کی قربتوں کے باوجود ہم ان سے دور ہو گئے ۔
ہم لب کھولے بغیر سراپا عبرت و موعظت بن گئے ۔
ہم ہڈیاں تھے اور ہڈیاں ہو گئے ۔ ہم غذا کھاتے تھے اور اب خود غذا ہو گئے ۔
ہم بلندی کے آسمان کے سورج تھے ۔ جب ہم غروب ہوئے تو آسمان نے ہمارا نوحہ کیا۔

کتنے ھی نوجوان ایک گدڑی میں قبر تک پہنچا دیئے گئے ۔ کہ تخت جن کے پیرھنوں سے بھر جاتے تھے ۔

پس دشمنوں سے کہہ دو کہ ابن الخطیب رخصت ھوا،وفات پا گیا اور کون ہے جو اس دنیا سے گزر نہیں جائے گا ۔

اور جو کوئی اس کی وفات سے خوش ہے ۔ اس سے کہہ دو کہ آج خوش تو وہ ھو ، جسے خود کبھی موت نہ آئے ۔

غرضیکہ ابن الخطیب علم و ادب کا بحر زخّار تھے ۔ اندلسی تہذیب و تمدن کا شجر ثمر دار تھے ۔ تقریباً ساٹھ کتابوں کے مصنف تھے ۔ جو انہوں نے ادب ، تاریخ ، سیاست ، طب ، فقه ، تصوف اور علم کلام وغیرہ پر لکھیں ۔ شاعری میں بھی منفرد اسلوب کے مالک اور موشحات کے ماھر تھے ۔ مختلف موضوعات میں ابن الخطیب کی مشہور تصانیف درج ذیل ھیں ۔ کتب ادب و تراجم میں مشہور تصانیف :

,,الکتیبة الکامنة " اور التاج المحلی فی مساجلة القدح المعلی . الدّرر الفاخرة واللّحج الزّاخرة ۔ جیش التوشیح ۔ عائد الصلة ۔ السّحر والشعر ۔

کتب تاریخ :

نفاضة الجراب فی علالة الاغتراب ۔ الاحاطة فی أخبار غرناطة ۔ رقم الحلل فی نظم الدول ۔ کناسة الدّکان بعد انتقال السکان ۔ اعمال الأعلام فی من بویع قبل الاحتلام من ملوک الاسلام اللمحة البدریة فی الدّولة النصرانیة ۔

کتب جغرافیه :

معیار الاختیار فی ذکر المشاھد والآثار . خطرة الطیف فی رحلة الشتاء والصیف .

کتب سیاست :

الاشارة الی ادب الوزارة اور بستان الدول معروف هیں ۔

کتب طب :

عمل من طب لمن حبّ اور المسائل الطبیة اور الیوسعی فی الطب ، رسالة تکوین الجنین الرجز فی عمل التریاق ، الوصول لحفظ الصحة فی الفصول اور رجز الاغذیة اهم تصانیف هیں ۔

اپنے اوپر تہمت الحاد کے بارے میں ,,خلع الرّس فی امر القاضی أبی الحسن ،، لکھی ۔

یه سوال پیدا هو سکتا ہے که ابن الخطیب نے وزارت وسیاست کے ساتھ اتنا عظیم علمی کارنامه کیسے انجام دیا ۔ تو اس کا جواب یه ہے که ابن الخطیب رت جگے کی بیماری کی وجه سے رات کو تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے اور دن کو امور مملکت و نظام سلطنت چلاتے تھے اسی لئے ذو الوزارتین کے ساتھ ساتھ ان کا لقب ذو العمرین (دو عمروں والا) بھی ہے (١٦) ۔

الکتیبة الکامنة :

الکتیبة الکامنة ابن الخطیب کی عظیم ادبی تالیف ہے ۔ جو ایک سو تین شعرا کے تذکرہ پر مشتمل ہے ۔ یه تصنیف ابن الخطیب نے۷۷۴ھ میں مراکش فاس میں لکھی ، جب وہ ترک وزارت کرکے مراکش میں مقیم تھے ۔

ابن الخطیب نے کتاب کو چار اجزا میں تقسیم کیا ہے ۔

پہلا جز ان شعراء کے لئے مخصوص ہے ۔ جو خطباء و فصحاء اور صوفیاء وصلحا کے درجه میں هیں ۔ ان کی تعداد انیس ہے ۔

دوسرا جز طبقة المقرئین والمدرسین والممهدین لقواعد المعارف والموسّسین کا ہے ۔ یعنی طلبه و اساتذہ کا گروہ جو مشق سخن کرتا تھا ۔ ان کی تعداد گیارہ ہے ۔

تیسرا جز قاضیوں کے لئے مخصوص ہے ۔ طبقة القضاة اولی الخلال المرتضاة ۔ ان کی تعداد چوبیس ہے ۔

چوتھا اور آخری طبقه طبقة من خدم أبـواب الامـراء من الکتـاب والشعراء کا ہے۔ یعنی امرائے سلطنت کے خدام مصنفوں اور شاعروں کا گروہ ۔ اس قسم کے شعراءکی تعداد انچاس ہے۔

ابن الخطیب هر شاعر کا تذکرہ تین سے پانچ صفحات کے درمیان کرتا ہے۔ تذکرہ میں القابات وخطابات اور مبالغه آرائی سے گریز کرتے ہوئے موضوعی انداز تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ البته کہیں کہیں دامن احتیاط چھوٹ جاتا ہے۔ بالخصوص ان لوگوں کے تذکرہ میں جن سے ابن الخطیب کو ذاتی طور پر تکلیفیں پہنچیں ۔ قاضی نباهی کا تذکرہ اس کی نمایاں مثال ہے۔ یه کتاب صرف آٹھویں صدی هجری کے شعراء کے تذکرہ پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا که کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ بلکه اس میں ان تمام ادباء و شعراءکا تذکرہ ہے۔ جن سے ابن الخطیب کی ملاقات ہوئی ۔

المقری اور نفح الطیب :

کتاب کا مکمل نام ,,نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب وذکر وزیرها لسان الدین الخطیب ،، ہے ۔ ابو العباس احمد بن محمد بن أحمد المقری التلمسانی الفاسی القاهری هیں ۔ المقری آبائی گاؤں کی طرف نسبت ہے۔ مقر شمالی افریقه میں تلمسان کا ایک گاؤں تھا جو مؤلف کا مولد ہے۔ جہاں اس نے پرورش پائی ۔ اور علم حدیث حاصل کیا ۔ المقري کی ذات مشرق و مغرب کے علوم کا سنگم تھی ۔ کیونکه مقری نے علم کی طلب میں اور اهل علم سے ملاقات کے لئے کئی ملکوں کی خاک چھانی ۔ دو مرتبه فاس اور دمشق کا سفر کیا ۔ پھر قاهره میں اقامت اختیار کی ۔ جہاں ۱۰۴۱ هـ میں انتقال کیا ۔

نفح الطیب کے علاوہ المقری کی درج ذیل کتب قابل ذکر هیں :

ازهار الرياض فی أخبار القاضی عياض ـ
اضاءة الدّجنة فی عقائد اهل السنة ـ
الدّر الثمين فی اسماء الهادی الامين .
قطف المهتصر فی أخبار البشر .
عرف انشق فی أخبار دمشق .
الغث والسمين والرث والثمين .
روض الآس العاطر الانفاس فی ذكر من لقيه من اعلام مراكش وفاس.
ازهار الكمامة .
حاشية علی شرح امّ البراهين .
اتحاف المغری فی تكميل شرح الصغری .
كتاب البدأة وانشأة .
فتح المتعال (فی وصف نعال النبی صلی الله عليه وسلم) .

نفح الطيب :

ابو العباس المقری ابن الخطیب کی شخصیت سے بہت متأثر تھا۔ وہ اس کی شاعری کا شیدا، اور اس کے علم و فکر کا امین تھا ـ اس کے ساتھ ساتھ اسے اندلس کی تاریخ ، اس کے طبعی مناظر، اور اس کے بلند مرتبہ علماء سے گہری عقیدت تھی ـ جب مقری دمشق پہنچے تو دمشق کے مشہور ادیب ، صاحب سیف و قلم احمد بن شاہین الشاہینی نے ان سے اصرار کیا کہ وہ ابن الخطیب کی شخصیت اور علمی کارناموں پر کتاب لکھیں ـ یہ اصرار اتنا بڑھا کہ مقری نے شاہینی سے وعدہ کر لیا کہ وہ ضرور ان کی خواہش پورا کریں گے ـ چنانچہ ۱۰۳۹ ھ میں انہوں نے نہایت عزم و استقامت کے ساتھ اس تالیف کا آغاز کیا ـ اور اس کا عنوان رکھا ـ ,,عرف الطيب فی التعريف بالوزير ابن الخطيب ،، پھر خیال آیا کہ اس تالیف کو صرف

ابن الخطیب کے ذکر تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اسے اندلسی تراث کا موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) بنا دیا جائے ۔ جو اندلس کی تاریخ ، سیاسی نشیب و فراز ، جغرافیاء علمی و ادبی تذکروں اور جنگی فتوحات و ہزیمتوں کا مستند ریکارڈ ہو ۔ موضوعات کے اس تنوع اور وسعت کی بنا پر مؤلف نے نام پر نظرثانی کرتے ہوئے اس کا نام ,,نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب و ذکر و زیرها لسان الدین ابن الخطیب " رکھا ۔

مصنف نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ پہلا حصہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے ۔ یہ آٹھوں ابواب اندلس اور اس کی سرزمین کے محاسن ، اسلام کی آمد اور وہاں کے معاشرے پر اس کے اثرات ، خلافت امویہ ، قرطبہ وجامع قرطبہ زہرا الناصریہ اور زاہرہ العامریہ کے تذکروں پر مشتمل ہے ۔ اس حصہ میں مقری نے ان اندلسی شخصیتوں کا بھی ذکر کیا ہے ۔ جنھوں نے مشرق کی طرف کوچ کیا اور اپنے کمال علم و ثقافت سے لوگوں کو مستفید کیا ۔ ابوبکر بن زہر اور یحیی الغزال جیسے لوگ اس گروہ میں داخل ہیں ۔ اسی طرح سے جو اہل علم مشرق سے اندلس وارد ہوئے ۔ اور انہوں نے عظیم علمی و فنی خدمات انجام دیں ان کا ذکر بھی اسی حصہ میں ہے ۔ ابو علی القالی ، زریاب المغنی اور خود خلیفہ عبدالرحمن الداخل اس کی نمایاں مثالیں ہیں ۔

کتاب کا دوسرا حصہ جو کہ کتاب کا اصل مقصود و مطلوب ہے ۔ لسان الدین الخطیب کے حالات پر مشتمل ہے ۔ اس میں ابن الخطیب کا مولد ، مذہب وثقافت ، منصب وسفارت ، شعر وادب ، تلامذہ و مریدین ، دوست احباب ، تصانیف و تالیفات ، دشمن اور ان کی سازشوں غرض یہ کہ ابن الخطیب کی زندگی کے تمام گوشوں سے

بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا مقدمہ ادب کا اعلی نمونہ ہے۔ جس میں (برّ وبحر میں) اندلس سے مصر کے سفروں کا مسجّع تذکرہ ہے۔ خوبصورت کشتیوں کی دلآویزی کا ذکر ہے۔ جب وہ روئے آب پر سبک خرام ہوتی ہیں ۔ پھر بلاخیز موجوں سے الجھتی ہیں ۔ اور سرکش ہواؤں کا مقابلہ کرتی ہیں ۔ یہ سارے مناظر مقری کے اعلی ادبی ذوق کے شاہد ہیں ۔ ادبی شہ پارہ ہونے کے ساتھ ساتھ مصادر کا ذکر کتاب کی فنی قدر و قیمت کو بڑھا دیتے ہیں ۔ مقری چونکہ محدث ہیں اس لئے وہ ادبی و شعری روایت کے بیان میں اصول حدیث کے معیار پیش نظر رکھتے ہیں ۔ وہ ہر ادبی تذکرہ کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور ہر شعر کے اصل مآخذ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ نفح الطیب میں اندلس کے متعدد تاریخی و ادبی مصادر جمع ہو گئے ہیں ۔ ان میں وہ مصادر بھی ہیں جو گردش ایام کی نذر ہو گئے اور ان تک ہماری رسائی کا ذریعہ صرف نفح الطیب ہی ہے (۱۷) ۔

یہ اندلس کے بنیادی ادبی مصادر کا مختصر جائزہ تھا ۔ کتب تاریخ نے اندلسی ادب کی جو خدمت کی یا مشارقہ (غیر اندلسیوں) نے اندلسیات کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ایک علیحدہ مبسوط مقالہ کے متقاضی ہیں ۔ جو کسی آئندہ موقع کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔

فہرست مصادر و حواشی

۱ ۔ مصطفی شکعة ، ڈاکٹر : مناهج التالیف عند العلماء العرب (قسم الادب) ، (دار العلم للملایین ، بیروت) ، ۱۹۷۳ء ، ص ۶۱۵ .

۲ ۔ ابن الفرضی ، الحافظ ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی : تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس (مکتبة الخانجی ۔ القاهرة) ، ۱۹۵۴ء ، ص ۷۸ .

٣ ـ ابن عبد ربه الاندلسي ، شهاب الدين احمد: العقد الفريد ، (مطبعة كاغذ خانه) ، ١٢٩٣ هـ .
٤ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦١٩ .
٥ ـ ابو الحسن على بن بسّام الشنتريني : الذخيرة في محاسن اهل الجزيرة (لجنة التاليف والترجمة والنشر ـ القاهرة) ، ١٩٣٩ء ، ابن الفرضي كا تفصيلى تذكره ملاحظه هو ، ص ١٣٠ .
٦ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٢١ .
٧ ـ احمد امين : ظهر الاسلام (الجزء الثالث) ، (مطبعة لجنة التاليف والترجمة والنشر) ، ١٩٥٣ء ، ص ٢٨٣ .
٨ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٣٣ .
٩ ـ ابن بسّام : الذخيرة في محاسن اهل الجزيرة ، آخرى باب .
١٠ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العرب ، ص ٦٣٣ .
١١ ـ احمد امين : ظهر الاسلام (الجزء الثالث) ص ٢٨٣ .
١٢ ـ المقرى ، الشيخ احمد بن محمد المقرى التلمساني : نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب (دار صادر ، بيروت) ١٩٦٨ء ، ص ٢٢٥ ، ج ١ .
١٣ ـ مصطفى شكعة : مناهج التاليف عند العلماء العرب ، ص ٦٦٦ .
١٤ ـ نفس المصدر : ص ٦٧٩ .
١٥ ـ نفس المصدر : ص ٦٨٣ .
١٦ ـ نفس المصدر : ٦٨٧ .
١٧ ـ المقرى ، نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب (دار صادر بيروت ، ١٩٦٨ء) .

★★★

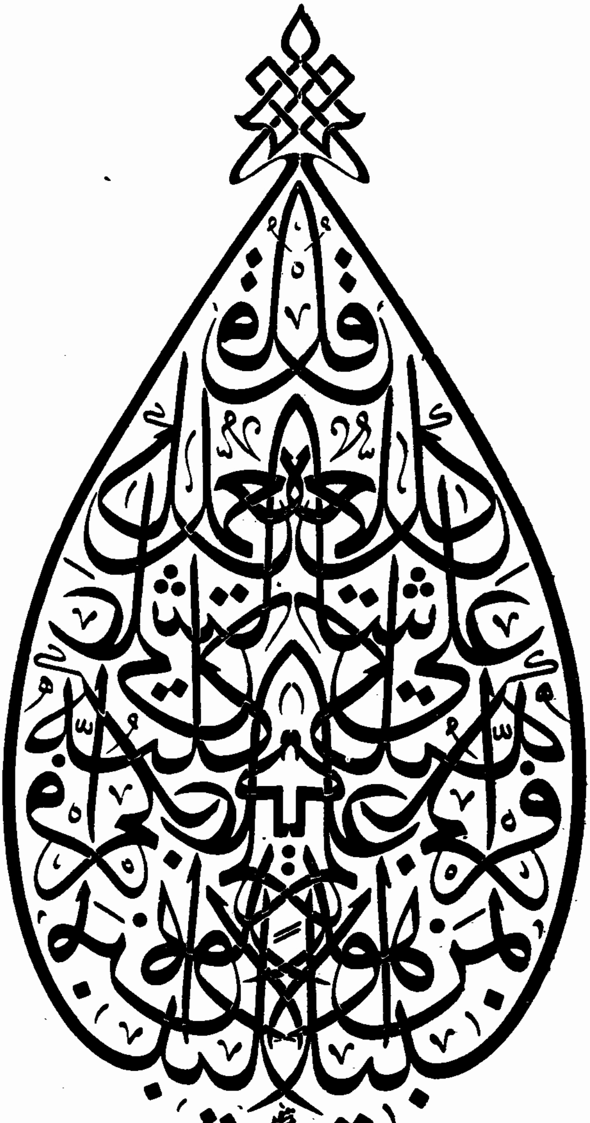

نموذج من الكتابة الثلثيــة المصنعة ، كتبها الاستاذ
الخطاط محمد شفيق في (اولو جامع) بمدينة بورسه ،
نصها : قل كل يعمل على شــاكلته فربكم اعلم بمن
هو اهو سبيلا . عن (گوزل صنعتلر) .